



(توضیح)

الف

المحامي

محمد صالح غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی

2014



کتاب: محمد بن عبد اللہ بن علی

نور NIB چمک سنکھی ملازما سلطنتی ملکی چمک ۵ سرگودھا

0300-6004816--048-3215204--0303-7931327

## محضوراً مروناہی ﷺ

ہم پاک نبی کی یادوں کو سینے میں بسایا کرتے ہیں  
 جب یار کی باتیں ہوتی ہیں تو کیف اٹھایا کرتے ہیں  
 وہ خود میلا دھاتے تھے ہر چیز کو روزہ رکھتے تھے  
 ہم اس لئے سرورِ عالم کا میلا دھنا یا کرتے ہیں  
 کھسا ہے بخاری کے اندر صلوات خدا کا یہ معنی  
 وہ اُن کی ثناء خوانی کے لئے محفل کو سجایا کرتے ہیں  
 بولہب نے بھی جس انگلی سے اُن کا میلا دھنا یا تھا  
 اب تک اُس انگلی سے اُس کو کچھ آبِ چایا کرتے ہیں  
 آقا کی مدینے آمد پر اک نعت پڑھی تھی بچیوں نے  
 ہم اس لئے اُن کی ثناء خوانی بچوں کو سکھایا کرتے ہیں  
 آپس میں صحابہ کرتے تھے سرکار کی صورت کی باتیں  
 ہم سیرتِ صورتِ دونوں کو آپس میں ملا یا کرتے ہیں  
 رب کے احسانوں کے بدلے میں شکر بھانا واجب ہے  
 اُن کے میلا دھکی صورت میں ہم شکر بھایا کرتے ہیں  
 پڑھے حاجی ادا اللہ کیا خوب وضاحت کرتے ہیں  
 میلا دھکی محفل میں جا کر وہ لطف اٹھایا کرتے ہیں  
 ایمانِ قلام رسول کا ہے مغفور ہوئے اکتفاء اللہ  
 جو لوگ محبت سے اُن کا میلا دھنا یا کرتے ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی النَّبِيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

وَعَلٰی اٰلِهٖمْ اَصْحَابِهِمُ الْمُتَّبِعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ

محفل میلاد مصطفیٰ علیہ السلام کا منظر کرنا شرعاً مستحب ہے۔ کسی مستحب کام کے لیے قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت نص کا پایا جانا ضروری نہیں ہوتا۔ قطعیت کے ساتھ ثابت ہونے والا حکم تو فرض ہوتا ہے۔ مستحب کام کے لیے قرآن کا سرسری غم اور اشارہ کافی ہوتا ہے۔ یا مگر مستحب کام کے ثبوت کے لیے حدیث ضعیف بھی کافی ہوتی ہے۔ اور اگر قرآن دست میں کوئی ثبوت نکل رہا ہو تو اس کے لیے محض علماء و مشائخ کا اس کو اچھا سمجھنا کافی ہوتا ہے۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جس کام کو مومن اچھا سمجھیں وہ اللہ کو بھی اچھا لگتا ہے۔ غزل اللہ اَلْمَوْلٰوْنَ حَسْبًا فَلْيَزِدْكَ اللَّهُ خَيْرًا (موطا امام محمد ص ۱۴۳)۔

بہت سے علماء نے اسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تک موقوف کیا ہے۔ کچھ بھی ہو اختلاف عظیم البرحت نے اس سے احتیاط اخذ فرمایا ہے وہ لکھتے ہیں۔

جو لوگ میلاد کے ثبوت کے لیے قرآن کی قطعی الدلالت آیت یا تصریح اور مہارت کا مطالبہ کرتے ہیں، انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ دلیل ہمیشہ دعوے کے مطابق طلب کی جاتی ہے میں ان لوگوں کے تباہ کن ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اب ہمارے دعوے کے مطابق قرآن دست اور علماء و مشائخ کے اقوال و اقوال سے دلائل ملاحظہ فرمائیے۔

## نفس میلاد کے جواز پر دلائل

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَةِ اللَّهِ كُنْ سَابِقًا لِلْأُولٰٓئِكَ قُلْ إِنِّي أَرَى الْوَدَّ وَالْكَرَمَ (۵۸)۔

اس آیت میں اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشیاں منانے کا حکم ہے۔ ثبوت اللہ کا فضل بھی ہے اور نبی کریم ﷺ اللہ کی رحمت بھی ہیں۔ لہذا نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر خوشی منانا اس آیت کی دلالت سے ثابت ہوتا ہے۔ آیت میں دلالت کا اشارہ واحد ہے۔ حالانکہ اس کا مشابہ الیہ دو چیزیں ہیں۔ فضل اور رحمت۔ یہاں بات کا بہترین قرینہ ہے کہ فضل اور رحمت کے الفاظ کو محبوب کریم ﷺ کی انکی ولادت پر چسپاں کیا جائے کیونکہ آپ ﷺ اللہ کا فضل بھی ہیں اور رحمت بھی۔

(۲) اللہ کریم نے فرمایا: اِنَّ اَفْضَلَ شَيْءٍ لِّكَ لَخَيْرٌ لِّكَ اَوْ رَأْسُكَ اَوْ رَأْسُ رَجُلٍ مِّنْ رِّجَالِكَ (۲)۔

کرو (النہی: ۱۱)۔

اس آیت میں اللہ کی نعمت کو بیان کرنے کا حکم ہے۔ نبی کریم ﷺ اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہیں۔ لہذا اس نعمت کو بیان کرنا بھی اس آیت کی دلالت سے ہر جہ اولیٰ ثابت ہوا۔

قرآن شریف کی آیت اَلَمْ نَزَلِ الْفَنِّ نَلُّوْا بَعَثْنَا خَلْقًا (سورۃ البراحیم: ۲۸) کی تفسیر میں سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: عَلَّمُوْا خَلْقًا فَنَرِشَ، قَالَ غَنَوْا وَهَمُّوْا فَنَرِشُوْا فَنَحْنُذُ بَعَثْنَا اللہ یعنی اللہ کی نعمت کو بدلتے والوں سے مراد قریش کے کفار ہیں اور حدیث کے راوی عمرو فرماتے ہیں کہ قریش مجھے اور اللہ کی نعمت سے مراد محمد ﷺ ہیں (بخاری حدیث: ۳۹۷۷، ۳۹۷۸)۔

(۳) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تَزِشْكُرُوْا لِيْ وَ لَا تَكْفُرُوْا بِهِ يَحْيٰى سِرًّا وَّ جَهْرًا وَاَنْتُمْ سِرِّيْ نِعْمَتِىْ بِالْغُكْرِىْ مَت كَرُوْا (البقرہ: ۱۵۲)۔

محبوب کریم ﷺ کی تعریف آدمی سب سے بڑی نعمت ہے۔ اس نعمت پر شکر ادا کرنا بھی اس آیت کی دلالت سے ثابت ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْفَوْصِيْثِ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا يَتْلُوْا عَلَيْهِ اللّٰهُ لِيْ اِيْمَانُ وَ اَلْوَلِىْ پَر بِلَا اِحْسَانِ فرمایا ہے کہ ان میں نعمت والا رسول بھیجا (آل عمران: ۱۷۳)۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ چھ صحابہ کے حلقہ میں تشریف لائے اور فرمایا: تم لوگ یہاں کس وجہ سے بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہم غلہ کا ذکر کر رہے ہیں، ماہوں کا شمارا کر رہے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی اور آپ کے درپے ہم پر احسان کیا وَ مَن غَلِيْنَا بَنَكْ فرمایا: کیا اللہ کی قسم واقعی تم اسی وجہ سے بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا اللہ کی قسم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہوئے ہیں، فرمایا میں نے تم سے اللہ کی قسم اس لیے نہیں اٹھوائی کہ تم پر الزام لگا رہا تھا، بلکہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے ہیں اور مجھے خبر دی ہے کہ اللہ عز وجل تم لوگوں کی وجہ سے فرشتوں میں فخر کر رہا ہے (مسند احمد ۳/۱۳۳، طبرانی کبیر حدیث: ۱۶۰۵۷)۔

یہ حدیث مسلم، ترمذی اور نسائی میں بھی موجود ہے، لیکن وہاں خَلَا لَآلِیَاتِہُمْ وَ غَنَ غَلِيْنَا بدل کے اَلْحَاقَہُ موجود ہیں (مسلم حدیث: ۶۸۵۷، ترمذی حدیث: ۳۳۷۹، نسائی حدیث: ۵۳۳۰)۔ ان الفاظ کا تہیہ و تم آل بھی نبی کریم ﷺ ہی کے درپے سے احسان ہے۔

(۵) حدیث شریف میں ہے کہ تَاٰی وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَبْلُغٌ عَنِ خِزْمِ الْاَنْحَنِ فَلَا فِیْہِ وَ لَذَتْ وَ فِیْہِ اَقْوَلُ عَلٰی: یعنی رسول اللہ ﷺ سے سوسا کا روزہ رکھنے کی وجہ چ بھی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں



عنفدی، رسول اللہ ﷺ کو بکری سے بڑے حقے (طہرائی کبر حدیث: ۲۸)۔ اس حدیث کو چلی نے صحیح  
ابوداؤد میں نقل فرمایا ہے اور فرمایا اسنادہ حسن (صحیح ابوداؤد: ۶۰/۹)۔

## اشتغال پر مزید دلائل

(۱) اللہ کریم جل شانہ نے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عالم ادوار میں صحیح فرمایا کہ ان سے  
وعدہ لیا کہ جب میں آپ لوگوں کو کتاب و حکمت دوں، اور پھر آپ لوگوں کی طرف شاہین والا رسول آ  
جائے تو آپ کے پاس دالی چیز کی تصدیق کرے تو آپ اس پر ضرور ایمان لائے اور اس کی مدد ضرور کرنا۔  
قرآن کے اسل الفاظ یہ ہیں: **وَإِذَا أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ لَعْنَتَنَا لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ قَبْلَ وَ جَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ جَافًا فَهُمْ  
وَسَوَّلَ لِنُفْسِنَا قَدْ خَلَفْنَا قُلُوبَنَا وَمِنْهُمْ أَقْوَمُ فَهُمْ لَا يَخِفُّونَ (آل عمران: ۸۱)۔**

مفسرین نے اس آیت کے دو معنی بیان فرمائے ہیں۔ ایک یہ کہ ہر نبی سے اس کے بعد  
والے نبی کے حق میں وعدہ لیا گیا تھا۔ اگر یہ معنی لیا جائے تو پھر بھی ہمارے نبی کریم ﷺ کے حق میں وعدہ  
لیا جانا عجیب تھا۔ چنانچہ مگر مہینہ میلاد کے ایک بزرگ خود تسلیم کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کی رسالت  
دلائل سے ثابت ہے تو لاکھالات آپ اس وعدہ کے مضمون میں داخل ہیں۔ (حاشیہ بیان القرآن ص ۵۳)  
اور یہی بات ان کے ایک اور عالم نے حاشیہ صفحہ ۱۰۳ پر لکھی ہے۔

مفسرین نے دوسرا معنی یہ بیان فرمایا ہے کہ یہ وعدہ ہی سرے سے ہمارے نبی کریم ﷺ کے  
حق میں لیا گیا تھا۔ سید علی المرتضیٰ اور سیدہ ابن عباس، الامامہ اور سعدی رضی اللہ عنہم نے بھی معنی بیان  
فرمائے ہیں۔ **أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ لَعْنَتَنَا لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ قَبْلَ وَ جَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ جَافًا فَهُمْ  
وَسَوَّلَ لِنُفْسِنَا قَدْ خَلَفْنَا قُلُوبَنَا وَمِنْهُمْ أَقْوَمُ فَهُمْ لَا يَخِفُّونَ (آل عمران: ۸۱)۔**

معروف دوسری کتاب جلالین میں لکھا ہے کہ اس آیت میں **لَعْنَتَنَا** جاعل جاعل منہ منہ سے مراد نبی  
کریم ﷺ ہیں۔ **وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ جَافًا** (جلالین ص ۵۵) یہی بات مدارک ص ۲۶۸ وغیرہ پر لکھی ہے۔

غازان میں یہ بھی لکھا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی آستوں سے وعدہ لیتے تھے کہ جب  
میرا ﷺ آ جائیں تو ان کی مدد کرنا۔ یہ بات بے شمار مفسرین نے لکھی ہے (غازان جلد ۱ ص ۲۶۸)۔ الغرض  
اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو دنیا میں جلوہ افروز ہونے سے متعلق تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ  
والسلام کی محفل مشفقہ کرنے کا تذکرہ فرمایا ہے۔ **لَعْنَتَنَا** جاعل جاعل منہ منہ سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اس  
آیت کا تعلق نہ صرف ذکر مصطفیٰ ﷺ سے ہے بلکہ میلاد مصطفیٰ ﷺ سے بھی ہے۔ اور پھر تمام انبیاء علیہم السلام  
کا اپنی اپنی آستوں سے محافل میلاد مشفقہ کرنا بھی بے شمار مفسرین نے صراحت سے بیان فرمایا ہے۔

(۲) ایک اور آیت میں اللہ کریم نے فرمایا ہے: **إِنَّا أَنشَأْنَاهُ فَلْيُحْكَمْ أُولَٰئِكَ يُخْلَعُونَ عَلَيْهِم مِّنْهُ** یعنی ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر صلوٰۃ پڑھتے ہیں (احزاب: ۵۶)۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے (۱) بحوالہ تابعی رحمہ اللہ تواتر کی حدیث نقل فرمائی ہے کہ اللہ کے اپنے صحیب ﷺ پر صلوٰۃ پڑھتے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی محفل میں اپنے صحیب ﷺ کی شانِ لغوانی کرتا رہتا ہے۔ **فَصَلُّوا عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عِنْدَ صَلَواتِكُمْ** (بخاری ۲/ ۷۰۷)۔

## میلا دو کو جشن میلا دو کہنا

حدیث شریف میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ اہرت کر کے مدینہ شریف تشریف لے گئے تو مدینہ کے صحیبوں نے آپ ﷺ کی تشریف آوری پر جشن کے طور پر چھوٹے چھوٹے نغزوں کے ذریعے کھیل کھیلے۔ حدیث شریف کے اسل الفاظ یہ ہیں: **لَعِبَتْ أَطْفَالُ بَنِي إِسْرَءِيلَ فَرَحًا لِّقَوْلِهِمْ قَوْلًا لِّقَوْلِهِمْ (أَيُّوَدُونَ) مَشْكُوهًا** (صفر ۷: ۵۳، بارقہ صفر ۲۵۲)۔

ہم نے اس حدیث کے لفظ ”فرما“ سے جشن مراد لیا ہے۔ اور یہ آیت قرآنی ”فَلْيُحْكَمْ أُولَٰئِكَ“ کو یاد رکھنے کا بہترین موقع ہے۔ اس آیت میں بھی ”فرحت“ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔  
گفتے کی بات یہ ہے کہ شریعت مطہرہ میں مسرت جائز ہے مگر فرحت کو عام حالات میں اللہ تعالیٰ نے ناپسند فرمایا ہے۔ **إِنَّا أَنشَأْنَاهُ فَلْيُحْكَمْ أُولَٰئِكَ** (قصص: ۷۶) اس لیے کہ اس میں مسرت سے بڑھ کر غرور دیا بہت اور جشن کا ملبوم پایا جاتا ہے۔ قرآن میں باقی ہر جگہ فرحت کی مذمت کی گئی ہے مگر صرف اور صرف اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے موقع پر فرحت منانے کا حکم ہوا ہے۔ ”فَلْيُحْكَمْ أُولَٰئِكَ“ امام راقب صلی اللہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: **وَلَقَدْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ هَذِهِ الْأُمَّةِ قَوْلًا لِّقَوْلِهِمْ فَلْيُحْكَمْ أُولَٰئِكَ** یعنی اللہ تعالیٰ نے ”فَلْيُحْكَمْ أُولَٰئِكَ“ کے علاوہ کہیں فرحت کی اجازت نہیں دی (مطہرۃ راقب صفر ۳۸۹)۔ اور زیر بحث حدیث میں بھی ”قَوْلًا لِّقَوْلِهِمْ“ کے الفاظ ہیں۔ معلوم ہوا کہ خوشی منانے کا وہ اعجاز جو عام حالات میں مناسب نہیں وہ نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری پر جائز ہے۔ اور وہ جشن ہی ہے۔ حتیٰ کہ داخل قاری علیہ الرحمہ نے صحیبوں کے کھیلنے سے ان کا رقص کرنا مراد لیا ہے۔ **لَعِبَتْ أَطْفَالُ بَنِي إِسْرَءِيلَ** (مرقاۃ ۱۵۳/ ۲۳۱)۔

فقیر عرض کرتا ہے کہ حضرت ملاحی قاری علیہ الرحمہ نے رقص کا لفظ آج کل کے معروف معنی میں استعمال نہیں فرمایا۔ بلکہ جب وہ کلاڑی ایک دوسرے کی گوار پر گوارہ کرنا غرور پر غرورہ مار کر اچھل کود کا مظاہرہ کرتے ہیں تو اس اچھل کود کو جوڑی مشابہت کی وجہ سے رقص کہا ہے اور اللہ تعالیٰ صحت جائز اور ناجائز میں تمیز کرنا بھی طرح جانتے ہیں۔

## جلوس نکالنے اور نعرے لگانے کا ثبوت

حدیث شریف میں ہے کہ محبوب کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ شریف ہجرت لائے تو اہل مدینہ طیبہ نے ہیں استقبال کیا کہ مرد اور عورتیں مکاتوں کی پھٹوں پر چڑھ گئے اور وہ جہان و نظام ملکہ علقہ راستوں میں پھیل گیا اور وہ لوگ نعرے لگا رہے تھے: یا محمد یا رسول اللہ، یا محمد یا رسول اللہ (مسلم شریف ۴/۲۱۹)۔ اس حدیث میں لوگوں کا پھٹوں پر چڑھ جانا اور ہر طرف پھیل جانا جلوس کی مکمل شکل ہے اور رسالت کے نعرے نواز غلیٰ زور دیں اور انکی حدیث کا صحیح مسلم میں متحول ہونا کرم پلانے کرم ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام ؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ شریف ہجرت لائے تو لوگ اٹھ پڑے اور میں خود بھی لان میں شامل تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَظِیْمِ وَنَحْنُ فِیْہِیْنَ اَہِیْ (الوقائع صفحہ ۲۵۳)۔ لوگوں کے اس اجماع (الذکر آ جانے) میں جلوس کا مکمل طریقہ موجود ہے۔ یہ جلوس میلاد کا جلوس نہ کسی لیکن ایسا تعدادی سے بتا ہے کہ اس حدیث میں میلاد و فیروز کے جلوس کا واضح ترین اشارہ موجود ہے کہ نہیں؟ اگر شراب کی حرمت سے بیرون کی حرمت کھل رہی ہے اور اگر منکر کے ثبوت سے لاکھ ٹیکر کا ثبوت مل رہا ہے بلکہ فقہاء کی عبارات میں سے معمولی سا جزیہ و کتاب ہو جانے سے بے شمار کی باتوں کا حجاز کھینچ لیا جاتا ہے تو پھر ان حدیثوں کے ہوتے ہوئے جلوس میلاد کے حجاز میں کیا شک و شبہ باقی رہ سکتا ہے۔ محبوب کریم ﷺ نے ہر سو مبارک و زور کو کراہی امت کو میلاد کی راہ پر ڈال دیا ہے۔ البتہ خود راہی وادارہ پر جلوس نکالنا کسی چیز ہے جس میں خود پسندی اور خود مائی پائی جاتی ہے اور نبی کریم ﷺ ان چیزوں سے پاک ہیں۔ ایسے کام غلاموں کے اپنے کرنے کے ہوتے ہیں۔ انکی بہت سی مثالیں شریعت سے مل جاسکتی ہیں۔ ایک واضح مثال استقبال مدینہ و اہل مدینہ ہیں۔ مدینہ والوں کو نبی کریم ﷺ نے ہرگز یہ حکم نہیں دیا تھا کہ میرا استقبال کسی مکان و شوکت و ایسے مکمل نعروں اور نعت خوانی سے کرنا۔ غلاموں نے از غور و کا بند بست کیا اور تقاضا کا حق ادا کیا اور کرتے رہیں گے۔

## جھنڈے لگانے کا ثبوت

خبر ہجرت کے دوران حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے ستر ساتھیوں کے ہمراہ مسلمان ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ مدینہ شریف میں جھنڈے کے بغیر داخل نہیں ہوں گے۔ پھر انہوں نے اپنا ہمارا کھول ڈالا۔ اسے اپنے نیزے میں باندھا اور نبی کریم ﷺ کی سواروں کے آگے آگے چلتے ہوئے مدینہ میں داخل ہوئے۔ اصل الفاظ یہ ہیں: لَا تَدْخُلُ الْمَدِیْنَةَ إِلَّا وَنَعْبُکَ لَوْ اَتٰی الْفَخْلُ جَعَلْنَا نَعْبُکَ خَلْفَہِیْ وَنَحْنُ نَعْبُکَ اَبْنٰی نَعْبِہِ (الوقائع صفحہ ۲۳)۔



## نعت خوانی کا ثبوت

نبی کریم ﷺ حضرت حسان کی خاطر مسجد میں منبر چھوڑتے تھے اور وہ اس پر کھڑے ہو کر کلمہ کا مقابلہ کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ کی نعت پڑھا کرتے تھے (بخاری، مشکوٰۃ مطہرہ ۴۱۰)۔ اور ہجرت کے موقع پر استقبال کرنے والی خواتین نے اور چھوٹے بڑے بچوں نے لے ل کر یہ نعت پڑھی:

طَلَعَ الْبَلَدُ عَلَيْنَا      مِنْ لَيْلِيَّاتِ الزُّفَافِ  
ہم پر چودہویں کا چاند نکلا ہے      مکہ کے بازار وادی پہاڑی سے  
وَجَبَّ الشَّجَرُ عَلَيْنَا      عَادَا بِلَادِ ذَا حِجَابِ  
ہم پر ٹھکرا کر ڈا جب ہے      قیامت تک کے لیے  
لَيْلِيَّاتِ الْبُغْيُوتِ لَيْلِيَّاتِ      جِلَّتْ بِهَا أَنْفُسُ السُّفَافِ  
اے ہماری طرف مبعوث ہونے والے      تو اطاعت کے قائل حکم لایا ہے  
أَنْتَ حَزَلْتَ الْعَدِيَّةَ      فَرَحْنَا بِمَا خَفِيَ ذَا حِجَابِ  
تو نے مدینہ کو شرف بخشا ہے      اسے اچھی دولت والے خوش آمدید  
فَلَبَسْنَا ثَوْبَ بَنِي      بَغْدَ ثَلَاثِيهِ الزُّفَافِ  
آج ہم نے یمن کے کپڑے پہنے ہیں      پہلے اہل مکہ کے کپڑے پہنے پرانے تھے  
فَعَلَيْكَ اللَّهُ خَلِيَّ      مَا تَعْنِي بِلَادِ سَاعِ  
تجھ پر اللہ کی طرف سے درود ہو      ہمیشہ ہمیشہ کے لیے

تحریر: جب نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ شریف میں تشریف لے گئے تو عربوں اور بچوں نے استقبال کے موقع پر یہ نعت پڑھی تھی۔ اس نعت شریف کے پہلے شعر میں نبی کریم ﷺ کے صن و جمال کا ذکر ہے۔ دوسرے شعر میں حضور ﷺ کی آمد پر قیامت تک ٹھکرا اور تے رہنے کا ذکر ہے۔ تیسرے شعر میں شریعت اسلامیہ کی اہمیت کا ذکر ہے۔ چوتھے شعر میں مدینہ شریف کا حضور ﷺ کی وجہ سے شرف ہونا اور آپ ﷺ کو خوش آمدید کہنا مذکور ہے۔ چالیسویں شعر میں حضور ﷺ کی تشریف آوری کے موقع پر اچھا اور بے لطف لباس پہننے کا ذکر ہے۔ اور آخری شعر میں کھڑے ہو کر شعری درود شریف پڑھا گیا ہے۔ اور بنی نہار کی بچیوں نے الگ سے پڑھا:

لَنْحْنُ خَوَارِ مِنْ نَبِيِّ التَّجَالِبِ وَ خَلْدًا اَصْحَفَدُ مِنْ جَلَابِ (ابو مسر ror)

ان شعروں میں پڑھا جا رہا تھا کہ ہم پر اللہ کا نگر اس وقت تک واجب ہے جب تک ایک شخص بھی دین کی دعوت دینے والا موجود ہے (یعنی قیامت تک)۔ اشارہ تو دود کی بات ہے، تھوڑا دھتیار ہو گئی کہ یہ منظر، یہ سماں اور یہ جشن قیامت تک ہماری وساری رہے گا۔ آج دنیا بھر کے ملبوس میلہ "نقاد طایفہ" کی دعوت سے باہر نہیں بلکہ اسی کی عملی تصویر ہیں۔

## ہجرت کا دن کو نسا دن تھا

زہری سے روایت ہے کہ محبوب کریم ﷺ جس دن مدینہ منورہ پہنچے وہ دن سوسوار کا تھا۔ تاریخ کی رات گزر چکی تھی اور صبح اول شریف کا مہینہ تھا۔ (الوفاء بن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۴۹)۔ اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ ہجرت اور میلہ کا مہینہ، تاریخ اور دن ایک ہی ہے۔ اس طرح واقعہ ہجرت کے تمام معمولات کو میلاد پر محمول کر لینا یا قیاس کر لینا سہل بھی ہے اور جائز بھی۔

## جب تک شریعت کسی کام سے منع نہ کرے وہ جائز ہے

قرآن کی بے شمار آیات مثلاً قَدْ فَضَّلْنَا لَكُمْ فَاخْزَمَ غَلِيظًا وَلَمْ يَرَوْا بَعْضًا حَادِثًا الْحَلَالِ مَا احْلَى اللَّهُ فِي كِتَابِهِ وَالْحَرَامِ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ (مائدہ ص ۳۶) وغیرہ سے ثابت ہے کہ ہر چیز اصل کے لحاظ سے مباح ہے۔ جب تک قرآن و سنت میں انکی ممانعت نہ پائی جائے۔ لہذا میلاد سے روکنے والوں کو چاہیے کہ ہم سے اسکا ثبوت طلب کرنے کی بجائے خود انکی ممانعت کا ثبوت فراہم کریں لایہاتون بدلیل۔

## علماء اور اولیاء کے اقوال

برصغیر پاک و ہند میں علم حدیث کا پہلا نے والی سب سے پہلی شخصیت حضرت شیخ مبارک محدث دہلوی علیہ الرحمہ ہیں جو دسویں صدی میں گزرے ہیں۔ ان کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا نمبر آتا ہے، جو بارہویں صدی میں گزرے ہیں اور مگر یہیں میلاد ان پر بہت اعتماد کرتے ہیں۔ اور اسی حدیث کی مصافحہ سے بخڑے ہیں۔ چشتی صابری سلسلے کے ایک معروف بزرگ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ تعالیٰ حیرہویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے آغاز میں گزرے ہیں جو مگر یہیں میلاد کے خلاف شیخ اور صاحب سلسلہ بزرگ ہیں۔ یہاں ہم صرف انہی تین بزرگوں کے اقوال نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

(۱)۔ حضرت سلج مہد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کھینچے ہیں: اے اللہ میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جسے تیرے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں میرے تمام اعمال میں نساہت موجود رہتا ہے۔ مگر محمد حنیف نقیر کا ایک عمل صرف تیری ذات پاک کی عبادت کی وجہ سے بہت شاعر ہے اور وہ یہ ہے کہ محفل میلاد کے موقع پر میں کھڑے ہو کر تیرے محبوب پر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت حق عاجزی و انکساری، محبت و خلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک ﷺ پر درود و سلام بھیجتا رہتا ہوں۔ اے اللہ وہ کونسا مقام ہے جہاں میلاد پاک سے زیادہ تیری شہرہ برکت کا نزول ہوتا ہو۔ اس لیے اے ارحم الراحمین مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل بھی بے کار نہ جائے گا۔ بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا۔ اور جو کوئی درود و سلام پڑھے اور اس کے ذریعے دعا کرے وہ بھی مسترزائیں ہوگی (اخبار لاخیر صفحہ ۲۳ و ۲۴)۔

(۲)۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ میرے والد ماجد حضرت شاہ عبد الرحیم علیہ الرحمہ ہر سو موار کے دن باقاعدگی سے میلاد مناتے تھے اور کھانے کی کسی چیز پر نیاز ولا کر تقسیم دیتے تھے۔ ایک مروجہ گھر میں کچھ نہ تھا۔ والد ماجد نے پہنچے ہوئے چنے لکھراں پر حق نیاز دلا دی اور تقسیم کر دیے۔ ذات کو خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ کے سامنے وہ چنے رکھے تھے۔ آپ ﷺ خوش ہو رہے تھے۔ (حاصل الدلائل فی مہجرات النبی الامین از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ)۔

(۳)۔ حضرت حامی امداد اللہ مہاجر کی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں خود محفل میلاد میں شریک ہوتا ہوں۔ بلکہ ذریعہ برکات کچھ کہ ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۶۶ از حضرت حامی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ)۔

اننا جزو رگوں کے علاوہ بہت سے علماء نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”الکبلاذ النبوی“ لکھی ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ”حسن الفضل فی غسل الخوئذ“ لکھی ہے۔ طاعی قاری رحمہ اللہ نے ”الخوئذ الخوئذی فی غسل الخوئذ النبوی“ لکھی ہے۔ اور غیر مقلدین کے ایک عالم ثواب صدیق حسن خان بھوپالی نے ”الکبلاذ الخیر فی غسل الخوئذ“ لکھی ہے۔

## میلاد منانے کے فوائد

- (۱) خدا کا میلاد نہیں ہو سکتا۔ اور جس کا میلاد منایا جائے وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ گویا میلاد منانے والے خدا کی توحید کا اعلان کرتے ہیں۔ لہٰذا ذلّٰہ و لہٰذا ذلّٰہ۔
- (۲) میلاد منا کر ہم اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں۔



تاریخ آپ کے نزدیک درست ہے۔ لیکن القدر بلاشبہ ایک پر شہادت ہے اور ۲۷ رمضان کے لیے القدر ہونے پر امت کا اتفاق ہرگز نہیں۔ پھر بھی تقریباً تمام اہل اسلام اور آپ خود بھی اسی رات کو شب بیداری کرتے ہیں اور کوئی نہیں کہتا کہ اس تاریخ پر اتفاق نہیں تم ایک فضول کام کر رہے ہو۔ اسی طرح قبلہ کی سمت معلوم نہ ہو تو قمری (اندازے) سے نماز پڑھ لینا جائز ہے۔ عشاء بعد میں معلوم بھی ہو جائے کہ نماز قبلہ رخ نہیں پڑھی تھی۔ بہر حال نماز ہو جاتی ہے تو پھر تاریخ میلاد کا حقیقی یقین ہوا اس کا اختلاف ہونا کیونکر ضروری ہے۔

تیسرا اعتراض:- یہی دن نبی کریم ﷺ کی وفات کا بھی دن ہے۔ اس دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے۔ پھر اس دن غوثی مٹانا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

جواب:- یہی بات تو یہ ہے کہ اس دن کے تاریخ وفات ہونے پر مسلمانوں کا اتفاق نہیں۔ بلکہ علماء نے لکھا ہے کہ حجۃ الوداع کے دن جمعہ تھا، اس لحاظ سے نبی اکرم ﷺ کی پہلی تاریخ کو جمعرات تھی ہے۔ سب اگر اس کے بعد تاریخ اول تک کے سارے مہینے میں تیس تیس دن کے لگائے جائیں، عشاء اربعہ اربعہ دن کے لگائے جائیں یا عشاء ایک مہینہ تیس کا اور ایک اربعہ کا لگایا جائے، ہر لحاظ سے تاریخ اول کو سوود کا دن نہیں ہوتا۔

لَا تَقْصُرُوا مِنَ الْإِسْلَامِ إِنَّهُ يَوْمُ الظُّلُمَاتِ فَهُنَّ ثَلَاثُ عَشْرٍ رَمَضَانَ مِنْ مَسْنَدِ إِبْرَاهِيمَ عَشْرَةَ (الہدایہ النہایہ جلد ۵ صفحہ ۲۷۸) آپ کو تاریخ میلاد پر عدم اتفاق بخوبی پتہ تھا کیا۔ مگر تاریخ وفات شریف پر عدم اتفاق کیوں پتہ نہیں آیا۔ اور اگر یہی وفات کا دن ہے تو پھر کیا اصل آپ چاہتے کیا ہیں۔ کیا اس دن باقی جلوس نکالنے کا پروگرام ہے؟ ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس مصیبتوں کے پہاڑ والے دن آپ کیلئے کسی بندہ کرے میں ماتم فرمایا کریں۔ مہرا اگر لوگوں نے آپ کا کوئی سن لیا یا ماتم کرتے ہوئے دیکھ لیا تو آپ کی جماعت کی بڑی روٹی ہوگی۔ پس اگر آپ صدارتی جھنڈی پہنچا دیتے ہیں تو عرض ہے کہ میں غوثی مٹانے کا حکم دیا گیا ہے (الہدایہ النہایہ جلد ۵ صفحہ ۲۷۸)۔ پھر تم کو دبانے کا حکم دیا گیا ہے۔ (روایہ فیضانِ نبوی)۔

المقدمہ (۱۵۵) لہذا اگر تم غوثی اکٹھے آ جاؤ تو غوثی مٹا لیا اور تم نہ مٹاؤ شریعت کے میں مطابق ہے۔

محبوب کریم ﷺ نے فرمایا: خذْ هُنَّ غَيْرَ لَكُمْ... وَ غُرَّتْ غَيْرَ لَكُمْ الْحَدِيثُ یعنی میری حیات بھی تمہارے لیے بھلائی ہے، مجھ پر آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے اور میں تمہیں حلال اور حرام بتاتا ہوں اور میری وفات بھی تمہارے لیے بھلائی ہے، مجھ پر تمہارے اعمال ہر جمعرات کو پیش ہوں گے، تمہارے اچھے اعمال دیکھ کر میں اللہ کا شکر ادا کروں گا، اور تمہارے گناہ دیکھ کر اللہ سے استغفار کروں گا (الوقوف صفحہ ۸۱۰)۔ حال انہی رہا، حال انہی

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا حُذِرْ وَّ جَلَّ اَفْوَ حُذِرْ اَنْتُمْ مِنْ عِبَادٍ هُمْ فَضِلْہُمْ فَبِعَدْلٍ فَرَحَطَا





لکھا ہے۔ مگر آپ نے نہایت ہنگامی سے کام لینے ہوئے اس سے "ناچتا" مراد لیا ہے۔ اور علامہ سید علی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ وہ بادشاہ میلاد پر لاکھوں دیہات خرچ کرتا تھا۔ آپ نے اتفاقاً ہی مکمل اللہ کو فضول خرچی کہہ دیا ہے۔ حالانکہ وہ بادشاہ تاج محل کا محض تھا کہ اس کی تعمیر کی قیمت پانچ درہم سے بھی کم ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ اس کی بیوی اس بات پر اس سے غلظہ ہی تو اس نے کہا کہ "جتنی لباس پہن کر فقیروں اور مسکینوں کو دیکھ دیتے سے بہتر ہے کہ میں پانچ درہم کا کپڑا پہن لوں اور باقی دولت اللہ کی راہ میں خیرات کر دوں" (الحادی للفقراء ص ۱/ ۱۹۰)۔

جیسا: اگر باقرض وہ بادشاہ بد کردار ہی تھا تو پھر کیا ہوا؟ میں ممکن ہے یہی محافل میلاد اس کی بخشش کا سبب بن جائیں۔ اگر ایسا لہجہ کو میلاد دنانے کا کام نہ ہو سکتا ہے تو ایک مسلمان کو کام نہ کیوں نہیں ہو سکتا۔ خواہ لاکھ براہی۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا کوئی عمل ایسا نہیں جسے میں اللہ کی ہر گاہ میں بخش کر سکوں سوائے میلاد دنانے کے (حاصل اخبار الامام علیہ الصلوٰۃ ۷۲۳)۔

منکرین میلاد کے اعتراضات کے جوابات آپ نے ملاحظہ فرمائے۔ اب کوئی ان حضرات سے بھی پوچھے کہ حکومت کے خلاف جلوس نکالنا، احتجاجی جلسے اور جلوس، غیر مسلموں کے خلاف جلوس اور مختلف مذاہب پر دھرنے یا کرختی کھانا سے ثابت ہے۔ آپ کے اپنے بزرگوں کے ایصال ثواب کیلئے برسیاں منانا کہاں سے ثابت ہے۔ ہمارے کے سالانہ جلسے کہاں سے ثابت ہیں اور ان کیلئے دن مقرر کر لینے کا کیا حجاز ہے۔ اور یہاں تک کہ کسی مرکزی عدد سے کسی صد سالہ تاریخ یا سو سالہ تقرب کا کیا ثبوت ہے اور انکی تاریخ مقرر کرنا کہاں سے ثابت ہے۔ اور یہ جو آپ میلاد کی بجائے سیرت کے جلسے منعقد کرتے رہے ہیں انکا کیا ثبوت ہے۔ کیا نبی کریم ﷺ یا خلفاء راشدین سمیت تمام صحابہ کرام علیہم السلام، تابعین، تابعین، تابعین، تابعین ان تمام امتوں میں سے کسی سے ثابت ہے چنگے ناموں کی فہرست آپ میلاد کے ثبوت کا مطالبہ کرتے وقت ہمارے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ براہ کرم غور فرمائیے کہ جو کام آپ خود کریں وہ جائز ہے اور اگر ہم کریں تو وہ ناجائز کیسے ہے۔ ہم سے قرآن و سنت میں سے کبھی تصریحات مانگی جائیں اور کبھی اشارے طلب کیے جائیں۔ جبکہ آپ کے اپنے پاس ایسی کوئی بھی دستاویز موجود نہ ہو۔ انصاف ہی ہے

اعتقاد: شبہ تقدیر کی نسبت شبہ میلاد و عبادات و فرائض کی نرا اور حق وہ ہے کہ اس بات کو وہ سنتی تشریف لائی جن کے صدقے سے اہل اسلام کو ایلیہ القدر نصیب ہوئی لہذا تمام اہل اسلام سے درخواست ہے کہ اس بات کو جان کریں اور کثرت سے عبادت کیا کریں۔

جواب: جلوس میلاد میں مسجد نبوی شریف علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی شبیہ اس طرح بنا کر نکالنا جس طرح روافض تعزیر نکالتے ہیں۔ درست نہیں۔ اس کام میں دیگر خرابیوں کے علاوہ ایک نمایاں خرابی یہ ہے کہ اس میں روافض سے مشابہت پائی جاتی ہے۔

جواب: محافل میلاد یا جلوس میں شریعت کے خلاف کوئی حرکت کرنا مثلاً تاج کا ناظر و غیرہ منع ہے۔ ایسی



حرکت کرنے والا گناہگار ہے۔ علماء پر لازم ہے کہ ایسے لوگوں کو منع فرمائیں اور ہم نے بھی مذکورہ الفاظ کے ساتھ منع کر دیا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سرے سے میلاد کا ہی انکار کر دیا جائے۔ جس طرح اگر کوئی شخص مسجد میں شرارت کرے یا بچے نماز میں شرارت کریں تو نماز ختم نہیں کر دینی چاہیے اور مسجد کو تالا نہیں لگا دینا چاہیے۔ بلکہ شرارت کرنے والوں کو منع کرتا چاہیے۔ پس کی خاطر مکمل کوئی شخص جلا دیا کرتے۔

وَمَا عَلَيْنَا لَأْتِئِلَافٌ

صلی اللہ علی محمد و آلہ وسلم

